اردو (لازمی)	نہم 2018ء	پرچہ I: (انشائیہ طرز)
وقت: 2 گھنٹے 10 منٹ	(دوسرا گروپ)	کل نمبر: 60

(حصہ اوّل)

سوال :2- درجِ ذیل نظم و غزل کے اشعار کی تشریح کیجیے (تین اشعار حصہ نظم سے اور دو اشعار حصہ غزل سے): (10)

(حصہ نظم)

(i)
چھپا نہیں نظروں میں یاں خلعتِ سُلطانی
کملی میں مگن اپنی رہتا ہے گدا تیرا

جواب : تشریح:

اس شعر میں شاعر کہتا ہے جو شخص اپنی زندگی کو اللہ کے لیے وقف کر دیتا ہے، اپنی ہستی کو اس کی ہستی میں فنا کر دیتا ہے، اس کی گلی کا فقیر بن جاتا ہے، تو پھر کوئی چیز اس کی نظروں میں نہیں سماتی۔ دنیا کی دولت اور حکومت اس کی نظروں میں ہیچ ہو جاتی ہے۔ شاہی لباس کی اس کے سامنے کوئی حقیقت نہیں ہوتی۔ وہ تو اپنی گدڑی میں مست رہتا ہے۔ اللہ کی محبت ہی اس کی زندگی کا اصل سرمایہ ہوتی ہے، اور وہ دنیا کی ہر چیز سے بے نیاز ہو جاتا۔ اسے کسی چیز کی پرواہ نہیں ہوتی۔

(ii)
تری راہ میں خاک ہو جاؤں مر کر
یہی میری حُرمت، یہی آبرو ہے

جواب : تشریح:

شاعر حضور پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی تعریف بیان کرتے ہوئے کہتا ہے کہ میں آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے بتائے ہوئے راستے یعنی سنت پر عمل کروں اور اسی راستے پر چلتے ہوئے موت کا پیغام آ جائے۔ میرا جینا اور میرا مرنا آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ ہی کے لیے ہو۔ ایسی شان دار موت ہی میں میری بخشش کا سامان ہے۔ شاعر حضرت محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ سے بے حد محبت کی وجہ سے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کو اپنا محبوب مانتا ہے اور خواہش کر رہا ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے بتائے ہوئے راستے اور تعلیمات

کے مطابق زندگی بسر کروں۔ موت آئے تو میرا دھیان صرف آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی ذاتِ اقدس پر ہی ہو اور اس سے بڑھ کر میرے لیے کوئی اور بات عزت کے قابل نہیں ہو سکتی کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی غلامی میں مجھے موت آجائے۔

(iii)
سبزوں کی لہلہاہٹ، کچھ ابر کی سیاہی
اور چھا رہی گھٹائیں سرخ اور سفید کاہی

جواب: تشریح:

شاعر کہتا ہے کہ بارش کے سبب ہر طرف بادل ہی بادل ہیں۔ دور تک سبزہ بکھرا ہوا ہے۔ زمردیں فرش دل کش، خوش کن معلوم ہوتا ہے۔ ہوا چلتی ہے تو کھیت مستی سے جھومتے ہیں، جیسے کوئی سبز چادر کا پلو ہلا رہا ہو۔ یہ خوبصورتی، یہ شادابی اور یہ لہلہاہٹ جاں فزا بھی ہے اور دل فریب بھی۔ کالے کالے بادل گھر گھر کر آ رہے ہیں شعر کے اگلے مصرعے میں شاعر کہتا ہے کہ برسات کی گھٹائیں اپنے پورے جوبن سے برس رہی ہیں۔ گھٹاؤں میں سفیدی بھی ہے، سرخی بھی اور گہری سبزی بھی۔ پورا ماحول جانفزا ہے۔ خالقِ کائنات کے سوا اور کوئی ہے جو ایسے کرشمے دکھائے۔

(iv)
ہے تیرے گلستاں میں بھی فصلِ خزاں کا دور
خالی ہے جیبِ گل، زرِ کامل عیار سے

جواب: تشریح:

مسلمانانِ برِصغیر کی پوری تاریخ اقبال کے سامنے تھی اور وہ ان کی پسماندگی دیکھ کر تڑپ رہے تھے۔ یہ سب نتیجہ تھا آپس کے عدم اتحاد کا۔ اقبال نے مسلمانوں کو جھنجھوڑا کہ اے مسلمانو! اس وقت تمھارے گلستان میں خزاں کا راج ہے۔ تم زوال میں گھر چکے ہو۔ اس کی وجہ دامنِ دین سے دوری ہے، تم نے اللہ تعالیٰ کی رسی کو مضبوطی سے نہیں تھاما۔

جس طرح پھولوں کو ہاتھ میں پکڑا جائے تو ہاتھوں میں زرد زرد سفوف سا لگ جاتا ہے، یہی حاملِ زر ہوتا ہے اور اسی سے پھولوں کی شادابی اور خوشبو ہوتی ہے۔ مراد یہ ہے کہ مسلمانوں کے گلستان کے پھول خوشبو اور شادابی سے محروم ہو چکے ہیں۔ اب ایسے لوگ باقی نہیں رہے جو ایمان کی دولت سے مالا مال تھے۔ ہمیں اس وقت اتحاد کی جتنی ضرورت ہے، پہلے کبھی نہ تھی۔ اس زوال

سے نکلنے کا بس ایک ہی طریقہ ہے کہ آپس میں اتحاد اور اتفاق ہو اور مسلمان تفرقہ بازی چھوڑ کر ایک ہو جائیں۔ اتحاد ہی ایسی طاقت ہے جو دوسری قوموں پر فتح یاب کر سکتی ہے۔

(حصہ غزل)

(v) بار بار اُس کے در پہ جاتا ہوں
حالت اب اضطراب کی سی ہے

جواب: تشریح:

میر تقی میر کہتے ہیں کہ میں اپنے دل کا کہا مان کر محبوب کے دروازے پر جاتا ہوں۔ اور اپنے دل کی حالت بیان کرنا چاہتا ہوں، مگر ایک شرم سی محسوس ہوتی ہے۔ کہ اگر محبوب کو کوئی بات اچھی نہ لگی تو وہ ناراض بھی ہو سکتا ہے، مگر جب کچھ کہے بغیر واپس آتا ہوں تو دل کی جو بات دل میں ہے، اُس سے میری بے چینی، بے قراری اور بڑھتی جارہی ہے، کیونکہ میں اپنے دل کی بات اس سے نہیں کہہ پاتا۔

(vi) برہمن کو باتوں کی حسرت رہی
خدا نے بتوں کو نہ گویا کیا

جواب: تشریح:

اس شعر میں خواجہ حیدر علی آتش کہتے ہیں کہ برہمن بتوں کی پوجا کرتا ہے اور اس سے باتیں کرتا ہے اور توقع کرتا ہے کہ بت بھی اس کی باتوں کا جواب دے، لیکن اس کی یہ خواہش کبھی پوری نہیں ہوتی اور دل ہی دل میں رہ جاتی ہے۔ برہمن اور بت، استعارہ ہیں، عاشق اور محبوب کے لیے۔ عاشق بھی برہمن کی طرح پوجا کی حد تک اپنے محبوب (بت) سے محبت کرتا ہے اور چاہتا ہے کہ وہ بھی محبت کا جواب محبت سے دے، لیکن وہ اپنی سنگ دلی کے باعث لب کشائی نہیں کرتا۔ محبوب کی خاموشی نے عاشق کو پریشان کر رکھا ہے۔

(vii) ہم ہیں مشتاق اور وہ بیزار
یا الٰہی! یہ ماجرہ کیا ہے

جواب: تشریح:

شاعر اپنے محبوب کو ایک نظر دیکھنا چاہتا ہے اور چاہتا ہے کہ ہر وقت اُس کا محبوب اس کے سامنے رہے۔ وہ محبوب سے اپنے دل کی باتیں کرنا چاہتا ہے' لیکن اس کا محبوب اُکتایا اُکتایا سا ہے۔ غالب کو محبوب کے اس رویے پر حیرانی ہے' شاعر کی سمجھ میں یہ بات نہیں آ رہی کہ یہ کیا قصہ ہے۔ شاعر اللہ تعالیٰ سے پوچھ رہا ہے کہ اے اللہ! یہ کیا قصہ ہے؟ میں اپنے محبوب کے لیے بہت زیادہ بے قرار ہوں' لیکن جتنی میں اس کے لیے محبت رکھتا ہوں وہ اتنا ہی مجھ سے دور بھاگتا ہے۔

(حصہ دوم)

سوال :3- درجِ ذیل نثر پاروں کی تشریح کیجیے۔ سبق کا عنوان' مصنف کا نام اور خط کشیدہ الفاظ کے معانی بھی لکھیے: **(5,5)**

(الف) ''منجھلا لڑکا میرا ہم جماعت ہے۔ ایک دن میرا آموختہ یاد نہ تھا۔ مولوی صاحب نہایت ناخوش ہوئے اور اس کی طرف اشارہ کر کے مجھ سے فرمایا کہ کم بخت گھر سے گھر ملا ہے۔ اُسی کے پاس جا کر یاد کر لیا کر۔ میں نے جو پوچھا: 'کیوں صاحب یاد کرا دیا کرو گے؟' تو کہا: 'بہ سرو چشم'۔ غرض میں اگلے دن اُن کے گھر گیا' آواز دی۔ اُنہوں نے مجھ کو اندر بلا لیا۔''

جواب: مصنف کا نام: ڈپٹی نذیر احمد دہلوی سبق کا عنوان: نصوح اور سلیم کی گفتگو

مشکل الفاظ کے معانی:

آموختہ: سبق ناخوش: ناراض کم بخت: بدقسمت' ایک گالی

بہ سَرو چشم: سر آنکھوں پہ

تشریح:

چاروں بھائی اتنے شریف ہیں کہ چلتے ہوئے نظریں نیچی رکھتے ہیں' جو بھی راستے میں ملے اُن کو سلام کرتے ہیں۔ کبھی جھوٹ بولتے ہیں نہ قسم کھاتے ہیں۔ سب لڑکے جب کھیل رہے ہوتے ہیں تو یہ قریبی مسجد میں جا کر نماز ادا کرتے ہیں۔ سلیم نے بتایا کہ ان میں سے درمیان والا لڑکا میرے ساتھ پڑھتا ہے۔ ایک دن سبق یاد نہیں تھا۔ مولوی صاحب مجھ سے ناراض ہوئے۔ اور اس لڑکے کی طرف اشارہ کر کے مجھ سے فرمایا کہ اس کا گھر میرے گھر کے ساتھ ہے۔ اس کے پاس جا کر سبق یاد کر لیا کرو۔ میں نے اس لڑکے سے پوچھا کہ میں اگر تم سے پڑھنا چاہوں تو پڑھا

دو گے۔ اس نے کہا سر آنکھوں پر۔ پھر اگلے دن سے میں اس کے گھر پڑھنے گیا۔ دروازے پر آواز دی۔ اور اجازت مانگی۔ تو وہ مجھے اپنے گھر کے اندر لے گیا۔

(ب) ”کرنیلوں کو رہائش کے خاصے عمدہ سی کلاس بنگلے ملتے ہیں۔ مجھے خوش قسمتی سے ایک ایسا بنگلہ مل گیا' جو اپنی کلاس میں بھی انتخاب تھا' یعنی مجھے کرنیلوں میں وہ امتیاز حاصل نہ تھا جو میرے بنگلے کو بنگلوں میں تھا۔ بوڑھے بیروں سے روایت تھی کہ ولسن روڈ کا یہ لاشریک بنگلہ ولسن صاحب نے خاص طور پر اپنے لیے بنوایا تھا۔“

جواب: سبق کا عنوان: قدرِ ایاز مصنف کا نام: کرنل محمد خان

مشکل الفاظ کے معانی:

خاصے عمدہ: خوب اچھے انتخاب: چنا ہوا امتیاز: انفرادیت
لاشریک: جس میں کوئی شریک نہ ہو

تشریح:

مصنف کہتا ہے کہ کرنیلوں کو چھاؤنی میں رہنے کے لیے بہت عمدہ تیسرے درجے کے بنگلے ملا کرتے تھے' لیکن یہ میری خوش قسمتی تھی کہ مجھے جو بنگلہ ملا وہ اپنے درجے میں بھی منتخب اور بہترین تھا۔ یعنی مجھے دوسرے کرنیلوں کے مقابلے میں کوئی بڑائی اور فوقیت حاصل نہ تھی' جو میرے بنگلے کو دیگر بنگلوں پر حاصل تھی۔ بڑھے بوڑھے بیان کرتے ہیں کہ ولسن روڈ پر واقع اس بنگلے جیسا کوئی اور بنگلہ نہ تھا' جو ولسن صاحب نے خصوصی طور پر اپنے لیے بنوایا تھا۔

سوال 4-: درجِ ذیل میں سے کوئی سے پانچ سوالات کے مختصر جوابات لکھیے: (10)

(i) غالبؔ نے مقطعے میں محبوب کو اپنی کیا قیمت بتائی ہے؟

جواب: غالب نے مقطعے میں محبوب کو اپنی کوئی قیمت نہیں بتائی بلکہ اُس نے خود کو بے قیمت ظاہر کیا ہے۔

(ii) بادِ صبا گھر گھر کیا لیے پھرتی ہے؟

جواب: بادِ صبا گھر گھر رب تعالیٰ کی موجودگی و وحدانیت اور اُس کے رازق و خالق ہونے کا

پیغام لیے پھرتی ہے۔

(iii) مرزا غالبؔ کیسے اخلاق کے مالک تھے اور دوستوں کے ساتھ کیسے ملتے تھے؟

جواب: مرزا غالبؔ بہت ہی نفیس انسان اور وسیع اخلاق کے مالک شخص تھے۔ وہ ہر شخص سے بڑی خندہ پیشانی سے ملتے تھے۔ جو شخص بھی ایک دفعہ ان کو مل لیتا وہ زندگی بھر ان سے ملنے کا شائق رہتا۔ دوستوں کو دیکھ کر تو بہت ہی خوش ہوتے تھے اور ان کی خوشی سے خوش اور غم سے غمگین ہوتے تھے۔

(iv) اقبالؒ نے ڈالی اور شجر سے کیا مراد لیا ہے؟

جواب: علامہ اقبالؒ نے ڈالی سے مراد فرد اور شجر سے قوم یا ملت لیا ہے۔

(v) خواجہ باسط نے میرؔ اور مرزا کے کلام کے بارے میں کیا فرمایا؟

جواب: خواجہ باسط نے میرؔ اور مرزا کے کلام کے بارے میں فرمایا کہ دونوں صاحبِ کمال ہیں، مگر فرق اتنا ہے کہ میرؔ صاحب کا کلام 'آہ' ہے اور مرزا صاحب کا کلام 'واہ' ہے۔

(vi) سلیم نے چار لڑکوں کی کیا خوبیاں بیان کیں؟

جواب: سلیم اپنے والد نصوح کو چار لڑکوں کی خوبیاں بیان کرتے ہوئے کہتا ہے کہ وہ راہ چلتے ہیں تو گردن نیچے رکھتے ہیں۔ اپنے سے بڑا مل جائے تو جان پہچان ہو یا نہ ہو، سلام ضرور کرتے ہیں۔ نہ کبھی لڑتے ہیں اور نہ ہی جھگڑتے، نہ کبھی گالی بکتے، نہ قسم کھاتے، نہ جھوٹ بولتے، نہ کسی کو چھیڑتے اور نہ کسی پر آواز کستے ہیں۔

(vii) الگو چودھری کا فیصلہ سُن کر شیخ جمن کا ردِعمل کیا تھا؟

جواب: الگو کا فیصلہ سن کر شیخ جمن پریشان ہو گیا۔ وہ سمجھتا تھا کہ دوستی میں دھوکا ہوا ہے۔ جس پر بھروسہ کیا جائے، وہی دھوکا دیتا ہے۔ الگو کے فیصلے نے دوستی کی جڑیں ہلا دیں اور وہ الگو چودھری سے انتقام لینے کی سوچنے لگا۔

(viii) تجمل نے اختر کے بارے میں کس قسم کے خیالات کا اظہار کیا؟

جواب: تجمل نے اختر کے بارے میں کہا کہ فنکار لوگوں کی یہ عادت ہوتی ہے کہ وہ ہر وقت کسی

نہ کسی سوچ میں ڈوبے رہتے ہیں۔ وہ دوسروں سے الگ تھلگ رہنا چاہتے ہیں۔

سوال :5- کسی ایک سبق کا خلاصہ لکھیے: (5)

(الف) مرزا غالب کے عادات وخصائل (ب) لہو اور قالین

جواب : (الف) مرزا غالب کے عادات وخصائل

جواب کے لیے دیکھیے پرچہ 2017ء (پہلا گروپ) سوال نمبر 5 (الف)۔

(ب) لہو اور قالین

سردار تجمل حسین کی کوٹھی ''النشاط'' کے وسیع کمرے کو اختر سٹوڈیو کے طور پر استعمال کرتا ہے۔ کمرہ میں نہایت اعلیٰ فرنیچر، قالین، ریڈیو، صوفہ سیٹ، کرسیاں اور دیواروں پر مشہور مصوروں کی تصویریں لگی ہیں۔ کمرے کے درمیان میں ایزل پر سادہ کینوس، قریب تپائی پر رنگوں کے ڈبے، چینی کی پیالیاں، طرح طرح کے قلم اور مصوری کا دوسرا سامان موجود ہے۔ بابا کمرے کی صفائی میں مصروف ہے کہ تجمل کمرے میں داخل ہو کر اختر کے بارے میں پوچھتا ہے۔ بابا نے بتایا کہ اختر باغ میں رات سے ٹہل رہا ہے۔ اور اکثر کسی سوچ میں ڈوبا رہتا ہے۔ تجمل نے کہا کہ اختر کو بلا لاؤ۔

تجمل نے اختر کو خوشخبری سنائی کہ اس کی تصویر کو ججوں نے اول انعام دیا ہے۔ اختر نے ایسا ظاہر کیا کہ اس کو کسی بات کی خوشی نہیں ہوئی اور بے پروائی کا مظاہرہ کیا۔ تجمل نے اسے بتایا کہ وہ شہر کے معزز لوگوں کو چائے پر بلا رہا ہے۔ اختر نے تجمل سے وہاں سے جانے کے لیے کہا۔ تجمل نے اسے یاد کروایا کہ اختر تم ایک عام انسان تھے، میری وجہ سے آج نامور مصور ہو۔ میں تمھیں یہاں سے جانے کی اجازت نہیں دے سکتا۔ اختر نے طنزاً جواب دیا کہ جس اختر کو آپ تنگ و تاریک کوٹھڑی سے نکال کر اپنے محل میں لائے تھے وہ مصور مر چکا ہے۔ اب جو آپ کے سامنے ہے وہ چلتی پھرتی لاش ہے۔

تجمل نے اختر کی باتیں سن کر ذہنی پریشانی سمجھی اور ڈاکٹر کو بلانے لگا۔ اختر اس کو روک دیتا

ہے کہ پچھلے ڈیڑھ سال سے جتنی تصویریں میرے نام کے ساتھ اس محل سے باہر گئی ہیں اُن میں سے ایک بھی میری نہیں۔ یہ بات سن کر تجمل غصے اور حیرت سے اسے دیکھنے لگا۔ اس نے مزید کہا کہ آج سے دو سال پہلے میں مفلس اور گمنام تھا۔ میری تمام تصاویر کباڑیوں اور نیلام گھروں میں کوڑیوں کے بھاؤ بک چکی تھیں۔ میں اپنے ہزاروں ہم پیشہ افراد کی طرح غربت کی زندگی گزار رہا تھا۔ آپ نے مجھے غریب خانے سے نکال کر یہ کمرہ دے دیا اور ضروریاتِ زندگی سے بے نیاز کر دیا۔

میں یہ سمجھا تھا کہ آپ اونچے درجے کے ہمدرد اور انسانیت نواز شخص ہیں، آپ نے اپنی ظاہری انسانیت کا دکھلاوا کرنے کے لیے مجھے پناہ دی تا کہ دنیا کو بتا سکیں کہ ایک غریب مصور کو سہارا دے کر انسانیت کی خدمت کی ہے۔ میرے فن کا مقصد آپ کی شخصیت کو جگمگانے کے سوا کچھ نہیں۔ یہ سوچ میرے لیے سوہانِ روح بن گئی۔ اُنھی دنوں مجھے میرا ہم پیشہ دوست ملا۔ میں نے اسے اپنی ذہنی کیفیت بتائی اور کہا کہ مجھے اپنے گھر رہنے کی جگہ دے دو۔ میری بات سن کر اس نے کہا کہ میں تمھارے لیے تصاویر بناتا رہوں گا اور تم مجھے اتنے پیسے دے دیا کرو کہ میں اور میرا خاندان عزت و آبرو کے ساتھ دنیا میں رہ سکیں۔ اس طرح نیازی کو وقتاً فوقتاً پیسے ملتے رہے، مجھے بنی بنائی تصاویر اور آپ کو فن کی قدر پر سوسائٹی میں احترام۔ نیازی کی بہت سی تصاویر اسٹوڈیو کی زینت بنیں۔ اب وہ مفلس نہیں بلکہ بہن کی شادی کر چکا ہے۔ روٹی کپڑے کی تکلیف نہیں، مگر میں جانتا ہوں اس کے دل کی کیا کیفیت ہوگی کہ آج اس کی بنائی ہوئی تصویر کو انعام سے نوازا گیا ہے۔

تجمل نے ان تمام باتوں کو ایک فریب اور دھوکا کہا اور اختر کو ڈانٹنا شروع کر دیا۔ اتنے میں تجمل کا سیکرٹری آ کر خبر کی تصدیق کرتا ہے کہ پہلا انعام اختر صاحب کو ہی ملا ہے۔ ساتھ ہی یہ افسوس ناک خبر سناتا ہے کہ آپ کے کوئی دوست مصور نیازی نے خودکشی کر لی ہے۔ اختر یہ بات سن کر تجمل سے کہتا ہے کہ قانون تمھیں کچھ نہیں کہے گا، مگر تم انسانیت کے قاتل ہو۔ ایک مصور کے فن نے

دوسرے مصور کی جان ختم کردی۔ اختر چیخ چیخ کر کہنے لگا: لوگو! یہ قاتل ہے۔ تجمل نے رؤف سے کہا کہ اسے دھکے دے کر نکال دو۔ اسے پاگل خانے لے جاؤ۔ یہ خطرناک پاگل بن چکا ہے۔

سوال :6- نظم "برسات کی بہاریں" کا مرکزی خیال/خلاصہ لکھیے اور شاعر کا نام بھی لکھیے۔ (5)

جواب : شاعر کا نام: نظیر اکبرآبادی

مرکزی خیال:

اس نظم میں شاعر برسات کی بہاریں بیان کرتا ہے کہ برسات میں باغوں میں ہل چل، پانی کی جل تھل، سرسبز ماحول اور ٹھنڈی ہوائیں چلتی ہیں۔ پرندے چہچہاتے ہیں اور قدرت کا حسن قابل دید ہوتا ہے۔

خلاصہ:

نظیر اکبرآبادی نظم "برسات کی بہاریں" میں کہتے ہیں کہ برسات میں ہر طرف سبزہ ہی سبزہ نظر آتا ہے، باغوں میں بہار آجاتی ہے، بارش کے قطرے پتوں پر شبنم کے موتی بن کر نظر آتے ہیں۔ بادل گھوم رہے ہوتے ہیں اور ہر طرف سبزہ ہی سبزہ دکھائی دیتا ہے کہ زمین نے جیسے سبز لباس اوڑھ رکھا ہو۔

سوال :7- چچا کے نام خط لکھیے جس میں ان سے چچی جان کی صحت کے بارے میں پوچھیے۔ (10)

جواب :

کمرۂ امتحان

22اپریل2013ء

محترم چچا جان!

السلام علیکم۔ ہم سب خیریت سے ہیں۔ اُمید ہے آپ سب بھی خیریت سے ہوں گے۔ امی جان نے جب سے چچی جان کی بیماری کا سنا ہے، سخت پریشان ہیں اور آپ کی طرف سے جواب نہ ملنے پر ان کی پریشانی دوچند ہوگئی ہے۔ چچی جان کی صحت کے بارے میں بتائیے کہ اُن کی صحت

اب کیسی ہے؟ بخار اُترا یا نہیں؟ ڈاکٹر نے کیا کہا ہے؟ وجہ کیا بتائی؟ اگر آپ کے شہر میں علاج میں بہتری محسوس نہیں ہو رہی تو آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ یہاں لے آیئے۔ لاہور میں بہت اچھے ڈاکٹر ہیں اور علاج بھی بہت اچھا ہو جائے گا۔ چچی جان کو لے آیئے۔

چچی جان کو میری طرف سے سلام عرض کر دیں۔ زیادہ آداب۔

والسلام

آپ کا بھتیجا

ا۔ب۔ج

یا

پوسٹ ماسٹر صاحب کے نام درخواست لکھیے جس میں ڈاکیے کی شکایت کیجیے۔

جواب: بخدمت جناب پوسٹ ماسٹر صاحب، نولکھا بازار، لاہور

جنابِ عالی!

مؤدبانہ گزارش ہے کہ ہمارے علاقے میں ڈاک کی تقسیم کا انتظام انتہائی ناقص ہے۔ درجِ ذیل اُمور ہیں کہ جن کی طرف آپ کی توجہ مرکوز کرانا چاہتا ہوں کہ اس ماہ کی دس تاریخ تک میرا ماہانہ خرچ نہ مل سکا، جو بہت لیٹ ہو گیا۔ میں نے اپنے والد صاحب سے ٹیلیفون پر رابطہ کیا تب معلوم ہوا۔

براہِ مہربانی اپنے متعلقہ عملے سے تفتیش کرائیں کہ منی آرڈر جسے 15 دن پہلے پہنچ جانا چاہیے تھا، اب تک کیوں نہیں پہنچ سکا۔ منی آرڈر کی مالیت 1,500 روپے تھی۔ تاریخ روانگی 12 اپریل 2013ء تھی جبکہ 15 اپریل 2013ء کو وصول ہونا چاہیے تھا۔

براہِ مہربانی مناسب کارروائی کی جائے۔

عین نوازش ہوگی۔

العارض

عرض گزار

ا۔ب۔ج

22 اپریل 2013ء

سوال :8- ''جھوٹ کی سزا'' کے عنوان پر کہانی تحریر کیجیے۔

''جھوٹ کی سزا''

جواب:

ایک نوجوان گڈریا دریا کے کنارے اپنی بھیڑیں چرایا کرتا تھا۔ اسے عادت تھی کہ کبھی کبھی مستی میں آ کر چلاتا! ''شیر آیا' شیر آیا۔ دوڑو!'' ارد گرد کے کھیتوں میں کام کرنے والے سنتے تو لاٹھیاں' کلھاڑیاں لے کر دوڑ پڑتے' مگر جب گڈریے کے پاس پہنچتے تو وہاں کوئی شیر' بھیڑیا نہ پا کر گڈریے سے پوچھتے! میاں! کہاں ہے شیر؟''

گڈریا ہنس دیتا اور کہتا میں نے تو صرف دل لگی کی تھی' شیر کے لیے تو میں خود ہی کافی ہوں۔ شیر آئے گا تو جان سلامت نہ لے جائے گا۔ چند بار تو لوگ گڈریے کی پکار سن کر پہنچ جاتے رہے' مگر گڈریے کی روز کی پکار سے تنگ آ گئے۔ اب اس کی پکار کو سب جھوٹ سمجھتے اور کوئی ادھر توجہ نہ دیتا۔

خدا کا کرنا کیا ہوا کہ ایک دن سچ مچ کہیں سے شیر آ گیا۔ بھیڑوں کا گلہ دیکھا تو خوش ہو گیا۔ بڑھ کر ایک بھیڑ کے پنجہ مارا۔ بھیڑ کی گردن ٹوٹ گئی اور مر کر ڈھیر ہو گئی۔ گڈریے نے شور مچایا' مگر کوئی اس کی مدد کو نہ آیا۔

گڈریا لاٹھی لہراتا ہوا آگے بڑھا تو شیر نے ایک ہی جست میں اس کی گردن بھی مروڑ دی۔ بھیڑیں بھاگ رہی تھیں اور شیر ان کا شکار کر رہا تھا۔ آخر سارے کا سارا گلہ شیر کا شکار بن گیا۔

سورج غروب ہو گیا۔ ہر طرف اندھیرا چھا گیا۔ نہ گڈریا آیا نہ بھیڑوں کا گلہ۔ گڈریے کے رشتے داروں نے رات بہت بے چینی سے گزاری۔ صبح ہوتے ہی ڈھونڈنے کو نکل کھڑے ہوئے۔ چراگاہ میں پہنچے تو مردہ بھیڑوں اور مرے ہوئے گڈریے کے سوا وہاں کچھ نہ تھا۔

گڈریے کو جھوٹ کی سزا مل چکی تھی اور بھیڑیں مفت میں جان گنوا چکی تھیں۔

نتیجہ واخلاقی سبق: جھوٹ کی سزا۔

یا

درزی اور گاہک کے درمیان سلائی کے موزوں پر مکالمہ تحریر کیجیے۔

جواب: ''درزی اور گاہک کے درمیان (کپڑے سلانے کے لیے) مکالمہ''

گاہک: ماسٹر جی السلام علیکم۔

درزی: وعلیکم السلام۔ آؤ بھائی کیسے ہو؟ بڑے دنوں بعد چکر لگایا۔ خیر تو تھی نا؟

گاہک: جی بالکل خیریت تھی، آپ کی طبیعت کیسی ہے ماسٹر جی؟

درزی: اللہ کا شکر! ٹھیک ہوں۔

گاہک: ماسٹر جی کچھ کپڑے لایا تھا' دیکھ لیں ذرا۔ ایک سوٹ میرا ہے اور دوسرا چھوٹے بھائی کا ہے۔

درزی: ناپ وہی ہے یا کچھ تبدیل کرنا ہے؟

گاہک: وہی ناپ ہے۔

درزی: کیا کیا بنوانا ہے؟

گاہک: یہ کپڑا تین گز ہے۔ اس کی واسکٹ بنا دیجیے۔

درزی: ہاں آج کل اس کا بہت فیشن ہے۔

گاہک: زمانے کے فیشن کا بھی خیال رکھنا پڑتا ہے۔ کتنے دن لگیں گے؟

درزی: آٹھ دن کے بعد آپ آ کے لے جائیے گا۔

گاہک: ماسٹر جی وعدے کا خیال رکھیے گا۔ ایسا نہ ہو کہ چکر ہی لگے۔

درزی: آپ بالکل فکر نہ کریں۔ اپنے وعدے کو پورا کرنے کی کوشش کروں گا۔

گاہک: ماسٹر جی ہمیں ٹرخانے کی بات نہ کرنا۔

درزی: آپ اطمینان رکھیے۔ اگرچہ اس کمر توڑ مہنگائی نے سب کو پریشان کیا ہے' لیکن میں سلائی کے پیسے مناسب ہی لوں گا۔ آپ پرانے گاہک ہیں اس لیے کچھ تو لحاظ کرنا پڑے گا۔

گاہک: شکریہ جناب۔ اچھا اب جاتا ہوں۔ خدا حافظ۔

درزی: خدا حافظ۔

سوال 9- درجِ ذیل جملوں کی دُرستی کیجیے: **(5)**

(i) دل نے چاہا تو ضرور آؤں گا۔

دُرست: دل چاہا تو ضرور آؤں گا۔

(ii) میں نے چڑیا گھر میں شیر دیکھا۔

دُرست: میں نے چڑیا گھر میں شیر کو دیکھا۔

(iii) علی رضا اور شہریار آیا۔

دُرست: علی رضا اور شہریار آئے۔

(iv) کپڑے، کتابیں اور ایک صندوق جل گئے۔

دُرست: کپڑے، کتابیں اور ایک صندوق جل گیا۔

(v) خون سیاہ ہونا۔

دُرست: خون سفید ہو جانا۔

یا

درج ذیل جملوں کی تکمیل کیجیے:

(i) بات کھٹائی۔۔۔۔

مکمل: بات کھٹائی میں پڑ گئی۔

(ii) پاک رہو۔۔۔۔

مکمل: پاک رہو، بے باک رہو۔

(iii) بد اچھا۔۔۔۔

مکمل: بد اچھا، بدنام بُرا۔

(iv) آدمی کا شیطان۔۔۔۔

مکمل: آدمی کا شیطان آدمی ہے۔

(v) قاضی کے گھر کے۔۔۔۔

مکمل: قاضی کے گھر چوہے بھی سیانے۔